اساتذۂ کرام اور معلمینِ عظام کا مقام ومرتبہ

الْخُطْبَةُ الْأُولَى:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَفَعَ لِلْمُعَلِّمِينَ قَدْرَهُمْ، وَأَجْزَلَ ثَوَابَهُمْ وَأَجْرَهُمْ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاهُ.

أَمَّا بَعْدُ: فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى الْقَائِلِ:﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾[1].

برادرانِ ایمان، میرے عزیز ساتھیو! عالمی یومِ اساتذہ کے موقع پر ہم تمام اساتذۂ کرام کو سلامِ عقیدت پیش کرتے ہیں، جن کے کام کو اللہ نے شَرَف بخشا، جن کے پیغام اور مشن کو عظمت سے نوازا، یہاں تک کہ ان کی اس نیکی کا مقام لوگوں کی تعریف وتشکر سے بہت اعلی ہے، چنانچہ تعلیم کا پیشہ افضل ترین پیشوں میں سے ایک ہے، یہ ایک عظیم فریضہ ہے کیونکہ یہ انبیاء کرام کا طریقہ ہے، اتقیاء عظام کا شیوہ ہے، یہ دلوں کو سنوارنے اور نسلوں کو نکھارنے کا ذریعہ ہے، ذرا قرآن کریم کا یہ خوبصورت منظر ملاحظہ کیجیے، کہ جب اللہ کے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خِضر علیہ السلام کے روبرو پیش ہوتے ہیں، اور ایک باادب شاگرد کی طرح اپنے استاد سے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ سوال کرتے ہیں، اور اَعلیٰ اَخلاق سے مزین ہوکر یہ عرض کرتے ہیں:

﴿هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾[2]، کیا میں آپ کے ساتھ اس غرض سے رہ سکتا ہوں کہ آپ کو بھلائی کا جو علم عطا ہوا ہے، اس کا کچھ حصہ مجھے بھی سکھا دیں؟ تو ذرا غور

فرمائیے! کہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے کتنے باوقار انداز میں اپنے استاد کی رفاقت وصحبت کی اجازت چاہی، علم ومعرفت میں اپنی ضرورت وخواہش کا کس خوبصورتی سے اظہار فرمایا[3]، پھر اپنے استاد حضرت خِضر علیہ السلام کی رفاقت اختیار فرمائی.

تواے حضراتِ اَساتذۂ کرام! یہ ہے آپکے مشن کا مقام، یہ ہے آپ کی خدمت کا احترام، اور اسی میں مضمر ہے آپ کی ذمہ داری کا پیغام، کہ سب سے پہلے اپنی شخصیت کی ایسی تعمیر کریں کہ ہر طالب علم آپ سے استفادہ کی خواہش رکھے، اور اس کے لیے بنیادی شرط ہے کہ اپنی نیتوں کو درست کریں، اپنے ارادوں اور کاوشوں کو اخلاص اور رضائے الٰہی کی طلب سے آراستہ کریں، کیونکہ عمل میں عظمت تو نیت کی درستگی سے آتی ہے، اور اخلاص وللّٰہیت سے اس کا اثر دیرپا رہتا ہے، نبی مکرم، رسول معظم ﷺ کا ارشاد ہے: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنما لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى»[4]، اَعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا، لہٰذا اپنے رب کریم سے اجر وثواب کی امید رکھیں، اور اپنے پیارے نبی جناب رسول اللہ ﷺ کی یہ بشارت سنیے اور خوش ہوجائیے: «مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا؛ فَلَهُ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهِ»[5]، جس نے کسی کو کوئی علم سکھایا، اسے علم پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا.

اے حضراتِ اساتذۂ عظام! اپنے طلبہ کے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنیے، ان کے لیے رہبر و رہنما بنیے، کیونکہ وہ آپکے اَخلاق واَطوار کو دیکھتے ہیں اور پھر اُسے ہی اپناتے ہیں، آپ کے انداز وکردار سے اپنی راہ چُنتے ہیں، آپکے دیے گئے ہر درس سے نتیجہ حاصل کرتے ہیں، اگر آپ علمی

وعملی، نظری وفکری طور پر درست راہ پر گامزن رہے، توآپکے طلۂ عزیز بھی سیدھے راستے پر رہیں گے، اگرآپ فکری وعملی انحطاط کا شکار ہوئے توآپ کے طلبہ بھی راہِ اعتدال سے ہٹ جائیں گے، ایک والد نے اپنے بچوں کے استاد سے یوں درخواست کی: اے استادمحترم! اس سے پہلے کہ آپ میرے بچوں کی تربیت شروع کریں، براہ کرم پہلے اپنے کردار و اَطوار کو تہذیب و اَخلاق کے دائرے میں لائیے، کیونکہ ان کی تربیت آپکے کردار سے وابستہ ہے، جسے آپ درست سمجھیں گے آپ کے طلبۂ کرام بھی اسے ہی درست سمجھیں گے، جسے آپ برااور قبیح جانیں گے، آپ کے طلبہ بھی اسے غلط اور قبیح جانیں گے [6]، اور خبردار! اس بات سے انتہائی محتاط رہیے کہ آپ انہیں توکسی اَچھائی کی دعوت دیں، مگرآپ کاکردار اس اچھائی سے عاری نظرآتا ہو، آپ انہیں توکسی برائی سے روکیں مگرخودآپ اس میں مبتلا نظرآئیں، یادرکھیے! کہ کلاس میں پڑھایاگیاسبق توبچہ بھول سکتاہے، مگراپنے استاد کانیک وصالح کرادرکبھی نہیں بھولتا.

اے استادِ ذی وقار! آپکی علمی پختگی اور قابلیت، آپکی اپنے مضمون پر دسترس اورگرفت، کلاس میں جانے سے پہلے مضمون کا مطالعہ اوراس کی بھرپور تیاری، یہ ایسی عمدہ اور ضروری صفات ہیں جوآپکے مقام ومرتبہ کو بلندکرتی ہیں، آپکاعلمی فیض بڑھاتی ہیں، طلبہ کے دلوں میں آپکی عظمت اورعلمی وجاہت کوراسخ کرتی ہیں، کیاآپ نے رب تعالی کا یہ فرمان نہیں سنا؟: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾[7]. کہ دیجیے کہ، کیاوہ جوجانتے ہیں اورجو نہیں جانتے سب برابر ہیں؟ بخدانہیں، عالم وجاہل ہرگز ایک جیسے نہیں ہوسکتے. لہذا اے

حضراتِ معلمین! اپنے اندر یہ تڑپ پیدا کریں کہ آپ کا علمی فیض آپ کے طلبہ کو منتقل ہو، اپنے طلبہ کو اپنے بچوں کی طرح سمجھیں، ان سے وہی مشفقانہ برتاؤ کریں جو آپ اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں، ان کے ساتھ اسی رحمدلی و نرم خوئی کا مظاہرہ کریں، جو آپ اپنے بچوں کے ساتھ کرتے ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں پہلے اپنی رحمت کا ذکر فرمایا پھر علم کا تذکرہ فرمایا، چنانچہ ارشادباری تعالیٰ ہے: ﴿آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا﴾[8]، ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے ان کو نوازا تھا، اور خاص اپنی طرف سے ایک علم سکھایا تھا. علاوہ ازیں تعلیم و تدریس کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلیے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی شفقت ورحمت کو یوں بیان کیا ہے اور بطورِ معلم آپ ﷺ کی شانِ کریمی کو یوں اجاگر کیا ہے: «بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللَّهِ! مَا كَهَرَنِي -أَيْ: مَا انْتَهَرَنِي[9]- وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي»[10]، میرے ماں باپ رسول اللہ ﷺ پر قربان! میں نے آپ ﷺ سے بہتر معلم نہ ان سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا، بخدا! انہوں نے نہ کبھی مجھے ڈانٹا، نہ کبھی مجھے مارا، اور نہ ہی کبھی برا بھلا کہا، لہذا آپ بھی حکمت و بصیرت کی بنیاد پر طلبہ کی رہنمائی کریں، محبت و شفقت کو اپنا طریقۂ تعلیم بنائیں، کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے: «يُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ»[11] اللہ تعالیٰ نرمی اختیار کرنے پر بندے کو وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو سختی و درشتی اختیار کرنے پر عطا نہیں فرماتا.

حضراتِ اساتذۂ کرام! نرم خوئی اور پیار محبت سے سمجھانے کا ہمیشہ عمدہ نتیجہ مرتب ہوتا ہے، کبھی صرف ایک میٹھا بول طالب علم کی اصلاح کے لیے کافی ہوجاتا ہے، کبھی طالب علم کی معمولی سی کاوش پر اس کو سراہنا، اس کی حوصلہ افزائی کرنا، اس کے اندر ہمت و عزم کے پہاڑ کھڑے کر دیتا ہے، کبھی طالب علم کا ناروا سلوک اور اس کا غلط رویہ، استاد کی حکمت و بصیرت سے ہمیشہ کیلئے درست ہوجاتا ہے، اور وہ اتنی کامیابیاں سمیٹ لیتا ہے کہ استاد کو بھی اپنے شاگرد پہ فخر ہونے لگتا ہے، تو ذرا سوچیے! استاد کی خوشی کا تب کیا مقام ہوتا ہے، جب وہ اپنی مدتوں کی محنت کے بعد اس کا پھل دیکھتا ہے، طالب علم میں ایسی صلاحیتیں دیکھتا ہے جو اسے ممتاز بناتی ہیں، اسے معاشرے کی خدمت میں اپنا حصہ ڈالنے کے قابل بناتی ہیں، وطن کی خدمت میں پیش پیش رہنے کے لائق کرتی ہیں، تو یہی استاد کی کامیابی ہے، یہی اس کی خوشی ہے، اور یہی اس کے عظیم مشن کی روشن منزل ہے.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾(12).

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ.

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.أَمَّا بَعْدُ،

عزیز طلبہ کرام! آپ وہ عظیم نفوس ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے شرف واعزاز بخشا، حصولِ علم کے اسباب مہیا کیے اور اسے آسان فرمایا، لٰہذا آپ اپنے اساتذہ کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آئیں تواضع اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کریں، دل و جان سے ان کی طرف متوجہ ہوں ان کے دروس و نصائح کو سنیں، اور ایسی کسی بھی شرارت سے باز رہیں جو کلاس روم کا ماحول خراب کرے، دوسرے طلبہ کا سبق سے دھیان بٹائے، یا استاد کی اذیت کا باعث بنے، اور اپنے اندر سیکھنے اور آگے بڑھنے کی تڑپ پیدا کریں، ہمت و عزم کے ساتھ اپنا تعلیمی سفر جاری رکھیں، اور ہمیشہ شائستگی کے ساتھ استاد کی خدمت میں اپنا سؤال پیش کیا کریں، کیونکہ سؤال کرنا نصف علم ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو جو اتنا زیادہ علم اور بلند علمی مقام حاصل ہوا ہے، اس کا کیا راز ہے؟ کیسے یہ حاصل ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا: «بِلِسَانٍ سَؤُولٍ، وَقَلْبٍ عَقُولٍ»(13) سؤال کرنے والی زبان اور سوچنے سمجھنے والے دل سے۔

لٰہذا اے عزیز طلبہ! اگر آپکو کوئی علمی اشکال پیش آتا ہے تو سؤال کرنے میں ہرگز نہ شرمائیں، کسی ہچکچاہٹ کا شکار نہ ہوں، کیونکہ بے جا شرم اور ہچکچاہٹ کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوتا، اور نہ ہی غرور و تکبر سے علم کی روشنی حاصل ہوتی ہے، علم کی برکت اور اس کا نور ہمیشہ عمدہ اخلاق و کردار سے وابستہ رہ کر نصیب ہوتے ہیں۔

اور اے حضراتِ والدین! اپنے بچوں کی نگہبانی سے کبھی غافل نہ ہوں، ان کی تعلیمی کارکردگی کی مسلسل نگرانی کرنا آپکی ذمہ داری ہے، کیونکہ استاد اور اسکول کی محنت اسی وقت بارآور ہوتی ہے، جب بچے کو گھر سے بھی توجہ اور نگرانی ملے، اس کے والدین بھی اس کی تعلیمی سرگرمیوں پر نظر رکھیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ [14] اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو. لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے اسکول اور اساتذہ کے ساتھ ہمیشہ رابطے میں رہیں، گاہے بگاہے ان سے ملاقات کیا کریں بچوں کی تعلیمی پیش رفت سے باخبر رہیں، ان کے اخلاق و کردار پر نظر رکھیں، ان کے دلوں میں استاد کی عزت و عظمت بٹھائیں، انہیں استاد کی قدر و منزلت بتائیں، اور ان کی محنتوں اور کاوشوں کو اپنے بچوں کے سامنے سَراہیں، کیونکہ استاد کے مقام و مرتبے کی پاسداری کرنا، اس کا احساس و شعور رکھنا، یہ سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے، جس میں طالب علم، اس کے اہل خانہ، اور معاشرہ سبھی شامل ہیں، توجب ہر شخص اپنی ذمہ داری نبھاتا ہے تو استاد کو بھی ایسا خوشگوار ماحول میسر آتا ہے جس میں وہ اپنی بھرپور فکری قوت اور علمی صلاحیت کو بروئے کار لاتا ہے، اپنی تعلیمی خدمات کو احسن طریقے سے نبھا پاتا ہے، پھر وطن کو اساتذہ کی محنتوں کا پھل ملتا ہے، ان کی کاوشوں کا ثمرہ نصیب ہوتا ہے، اور وطن میں ایک ایسا باصلاحیت اور تعلیم یافتہ معاشرہ تشکیل پاتا ہے، جو علمِ نافع کیلئے قربانی پیش کرتا ہے وطن کی ترقی و سربلندی کے لیے علم و معرفت سے آراستہ ہوتا ہے. اور اس کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے *** هَذَا وَصَلِّ اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا

وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ. **اللَّهُمَّ** اجْعَلْنَا لِمُعَلِّمِينَا مُوَقِّرِينَ، وَلِرِسَالَتِهِمْ مُقَدِّرِينَ، وَلِجُهُودِهِمْ شَاكِرِينَ، وَاجْزِهِمْ عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ. **اللَّهُمَّ** إِنَّا نَسْأَلُكَ جَوَامِعَ الْخَيْرِ، وَمَعَاقِدَ الْبِرِّ، وَخَزَائِنَ فَضْلِكَ، وَسَعَةَ عَفْوِكَ.

اللَّهُمَّ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ عِزَّهَا وَنَصْرَهَا، وَاسْتِقْرَارَهَا وَازْدِهَارَهَا، وَخَيْرَهَا وَرَخَاءَهَا. اللَّهُمَّ احْفَظِ الشَّيخ مُحَمَّد بْن زَايِد رَئِيسَ الدَّوْلَةِ بِحِفْظِكَ، وَكُنْ لَهُ عَوْنًا وَسَنَدًا، وَبَارِكْ فِي عُمْرِهِ وَعَمَلِهِ، اللَّهُمَّ وَفِّقْهُ وَنُوَّابَهُ وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ، وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ؛ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيخ زَايِد، وَالشَّيخ رَاشِد، وَشُيُوخَ الْإِمَارَاتِ الَّذِينَ انْتَقَلُوا إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ. اللَّهُمَّ اشْمَلْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ بِرَحْمَتِكَ وَغُفْرَانِكَ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ: الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتَ.

اللَّهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِينَ، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ الْجَلِيلَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ. وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.

---

(1) البقرة: 282.
(2) الكهف: 66.
(3) تفسير الرازي: 483/21.
(4) متفق عليه.
(5) ابن ماجه: 240.
(6) البيان والتبيين للجاحظ: 48/2، والقائل هو عتبة بن أبي سفيان لعبد الصمد معلم ولده.
(7) الزمر: 9.
(8) الكهف: 65.

(9) شرح النووي على مسلم: (5/ 20).
(10) مسلم: 537.
(11) مسلم: 2593.
(12) النساء: 59.
(13) فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: 1903.
(14) المائدة: 2.